از عدالتِ عظمیٰ

تاریخِ فیصلہ: 29 جنوری 1957

گنگارام داس

بنام

تیزپور کائی بارٹا کوآپریٹو فشری سوسائٹی لمیٹڈ۔

[ایس آر داس چیف جسٹس، بھگوتی، وینکٹاراما آئر، بی پی سنہا اور ایس کے داس جسٹس صاحبان]

قاعدہ 12، آسام فشری قواعد-آیا یہ آسام لینڈ ریونیو ریگولیشن 1 سال 1886 کے دفعہ 16 کے خلاف ہے۔

آسام لینڈ ریونیو ریگولیشن کی دفعہ 16، 1 سال 1886 "فشری کے حق" کی وضاحت کرتا ہے اور دفعہ 155 (f) صوبائی حکومت کو "لائسنس دینے، یا اس کی کاشتکاری کا حق" کے لیے قواعد بنانے کا اختیار دیتا ہے۔................ فشری میں مچھلی پکڑنا۔" ریاستی حکومت نے اس کے مطابق فشری قواعد وضع کیے اور اس کے قاعدہ 12 میں کہا گیا ہے کہ ریاستی حکومت کے علاوہ کوئی بھی فشری فروخت کے ذریعہ آباد نہیں کی جائے گی۔ یہ دعوی کیا گیا کہ قاعدہ 12 صوبائی حکومت کے اختیارات سے بالاتر تھا اور ضابطے کی دفعہ 16 کے منافی تھا۔

حکم ہوا کہ یہ قاعدہ 12 غیر منصفانہ نہیں ہے اور ریگولیشن کے دفعہ 16 کے منافی نہیں ہے۔ دفعہ 16 میں کچھ بھی نہیں ہے جو ان اصولوں یا پالیسی کی نشاندہی کرتا ہو جس پر فشری کے حقوق کے حصول کے لیے قواعد بنائے جانے ہیں۔ ساری بات ریاستی حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے۔

مزید حکم ہوا کہ قاعدہ 12 خاص طور پر ریاستی حکومت کو فشری کے حقوق کو فروخت کے علاوہ، مثال کے طور پر انفرادی بستیوں کے ذریعے طے کرنے کا اختیار دیتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نور الدین احمد بنام ریاست آسام، اے۔ آئی۔ آر۔ 1956 آسام 48 نے کالعدم قرار دیا۔ ریاست آسام بنام کیشب پر ساد سنگھ، (1953) ایس سی آر 865 لاگو نہیں ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: 1956 کی دیوانی اپیل نمبر 374۔

1955 کی ریونیو اپیل نمبر 33(M) میں آسام عدالت عالیہ کے 19 دسمبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔ 1955 کا دیوانی قاعدہ نمبر 76۔

اپیل کنندہ کی طرف سے فخر الدین علی احمد اور کے آر چودھری۔

ڈی این مکھرجی، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔ آسام کے ایڈوکیٹ جنرل ایس ایم لہری اور نونیت لال، جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کے لیے۔

29.1957 جنوری۔

عدالت کا فیصلہ بھگوتی جسٹس نے سنایا۔

خصوصی اجازت کے ساتھ یہ اپیل 1955 کی ریونیو اپیل نمبر 33(M) اور 1955 کے دیوانی قاعدہ نمبر 76 میں آسام عدالت عالیہ کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے۔

ریاست آسام، مدعا علیہ نمبر 3، نے چاردوار برہمپتر افشری کو مدعا علیہ نمبر 1 کے ساتھ تین سال کی مدت کے لئے طے کیا تھا، یعنی یکم اپریل، 1954 سے 31 مارچ، 1957 تک، فشری قوانین کے 12 کے تحت 19،600 روپے کی سالانہ زما پر۔ درنگ کے ڈپٹی کمشنر، مدعا علیہ نمبر 2 کو مدعا علیہ نمبر 1 کے خلاف کچھ رپورٹس موصول ہوئیں جن میں فشری پٹہ کی شق VI اور پٹہ کی کچھ دیگر شرائط کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا تھا۔ انہوں نے ان الزامات کے حوالے سے سب ڈپٹی کلکٹر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سے رپورٹیں حاصل کیں اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے کچھ افراد کے حق میں زیر پٹہ بنایا تھا اور فشری کا بندوبست منسوخ کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کی منسوخی کے بعد، مدعا علیہ نمبر 3، جس نے قاعدہ 12 کے تحت دوبارہ کارروائی کرنے کا ارادہ کیا تھا، نے 4 مئی 1955 سے اپیل کنندہ کے ساتھ مذکورہ فشری کا تصفیہ کیا، اور مدعا علیہ نمبر 1 کو اس تاریخ سے اس کا قبضہ چھوڑنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کے بعد مدعا علیہ نمبر 1 نے آسام عدالت عالیہ سے ایک قاعدہ حاصل کیا جس میں الزام لگایا گیا کہ مذکورہ بندوبست بالکل غیر قانونی ہے اور فشری کو ان اصولوں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے مطابق مناسب طریقے سے آباد کیا جانا چاہیے جن کے تحت یہ بستیاں عام طور پر بنائی جاتی ہیں۔فشری قواعد کی دفعہ 1 کے قاعدہ 11 کے تحت مدعاعلیہ نمبر 2 کے حکم کے خلاف ریونیو اپیل بھی دائر کی گئی تھی اور آسام عدالت عالیہ نے قاعدہ اور ریونیو اپیل دونوں کی ایک ساتھ سماعت کی تھی۔

عدالت عالیہ نے پہلے ہی 31 اگست 1955 کو 1955 کے دیوانی قاعدہ نمبر 56، نار دین احمد بنام ریاست آسام () میں ایک فیصلہ دیا تھا، جس میں فشری قواعد کے قاعدہ 12 کو "ریاستی حکومت سے بالاتر" قرار دیا گیا تھا اور اس وجہ سے یہ کالعدم اور ناقابل عمل تھا۔اس نے اس فیصلے کی پیروی کی اور فیصلہ دیا کہ مدعاعلیہ نمبر 3 کو مدعاعلیہ نمبر 1 کے ساتھ فشری قواعد کے اصول 12 کے تحت تصفیہ کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور منسوخی کے حکم کو صرف اسی بنیاد پر بر بندوبست رکھا جانا چاہیے۔مدعاعلیہ نمبر 1 کی اپیل کو اسی کے مطابق مسترد کر دیا گیا۔اپیل کنندہ کے حوالے سے بھی عدالت عالیہ اسی نتیجے پر پہنچی اور فیصلہ دیا کہ مدعاعلیہ نمبر 3 کی طرف سے اس کے حق میں کیا گیا بندوبست مکمل طور پر دائرہ اختیار سے باہر تھا۔مدعاعلیہ نمبر 1 کے ذریعہ حاصل کردہ قاعدے کو اسی کے مطابق مطلق بنا دیا گیا تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ مدعاعلیہ نمبر 3 کی طرف سے مدعاعلیہ نمبر 1 اور اپیل کنندہ کے ساتھ کیے گئے تصفیے دونوں کو الگ کر دیا گیا اور حکام کو ہدایت کی گئی کہ وہ موجودہ فشری قواعد کے مطابق فشری کا نیا بندوبست کریں۔

ریاست آسام نے نور الدین احمد بنام ریاست آسام ([1]) میں عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کے لیے کوئی اجازت حاصل نہیں کی تھی، اور بظاہر اس فیصلے سے مطمئن تھی کہ فشری قواعد کا قاعدہ 12 دائرہ اختیار سے باہر تھا۔تاہم، اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کی خاص اجازت حاصل کی جس نے مدعاعلیہ نمبر 3 کی طرف سے اس کے ساتھ کیے گئے فشری کے تصفیے کو کالعدم بندوبست دے دیا اور ریاست آسام کو مدعاعلیہ نمبر 3 کے ساتھ مدعاعلیہ نمبر 1 کے طور پر شامل کیا۔اپیل کنندہ یہ قائم کرنے میں دلچسپی رکھتا تھا کہ فشری قواعد کا قاعدہ 12 اقتدار کے اندر تھا۔ریاست آسام نے اس موقف کو قبول کر لیا تھا کہ یہ قاعدہ اقتدار سے باہر تھا لیکن جہاں تک اسے اس اپیل میں مدعاعلیہ نمبر 3 کے طور پر شامل کیا گیا تھا، اس نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ فشری قواعد کا قاعدہ 12 اقتدار کے اندر تھا، ایک ایسا مؤقف جسے اس نے ابھی تک نوردین احمد بنام ریاست آسام ([1]) میں عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف اپیل کر کے برقرار رکھنے کا انتخاب نہیں کیا تھا، لیکن اس نے اس اپیل میں پیش ہو کر اور اپیل گزار کی حمایت کرتے ہوئے غیر قانونی طریقے سے اس کی حمایت کرنے کی کوشش کی تھی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایسا لگتا ہے کہ جواب دہندہ نمبر 1 بھی اسی طرح کی الجھن میں رہا ہے۔ اگر اپیل کنندہ اپنی بات حاصل کر لیتا اور یہ ثابت کر دیتا کہ یہ قاعدہ اختیارات کے اندر رہے تو مدعا علیہ نمبر 1 کے ساتھ مدعا علیہ نمبر 3 کے ذریعے فشری کا بندوبست دائرہ اختیار میں ہوتا اور مدعا علیہ نمبر 2 کے ذریعے منسوخی کالعدم اور غیر فعال ہوتی۔ تاہم یہ راحت مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے دستیاب نہیں تھی کیونکہ اس نے عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف اپیل نہیں کی تھی۔ نہ ہی اس موقف کو اپنانا مناسب تھا کیونکہ پٹے کو چلنے میں $2\frac{1}{2}$ ماہ سے زیادہ کا وقت باقی نہیں تھا اور اس مدت کے اختتام پر یہ خود کو اسی غیر ذمہ دارانہ حالت میں پایا جاتا جس میں فشری پٹہ کی شرائط کی خلاف ورزی کے الزامات لگائے گئے تھے۔ لہذا مدعا علیہ نمبر 1 نے اپیل کی سماعت میں عدالت عالیہ کے فیصلے کی حمایت کرنے اور یہ دعوی کرنے کا عجیب رویہ اپنایا کہ فشری قواعد کا قاعدہ 12 غیر قانونی ہے۔ یہ واحد بنیاد تھی جس پر مدعا علیہ نمبر 3 کے ذریعے اپیل کنندہ کے ساتھ کیے گئے بندوبست کو ختم کیا جا سکتا تھا اور مدعا علیہ نمبر 1 کے ذریعے اپنائے گئے واضح طور پر متضاد رویے پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لہذا، جس مسئلے کا مقابلہ اپیل کنندہ کے درمیان کیا گیا تھا جس کی حمایت مدعا علیہ نمبر 3، ریاست آسام، اور مدعا علیہ نمبر 1 نے کی تھی، وہ فشری قواعد کے قاعدہ 12 کے اندرونی اختیارات کے بارے میں تھا۔ اس مرحلے پر آسام لینڈ اینڈ ریونیو ریگولیشن، 1885 (ریگولیشن 1، سال 1886) کی متعلقہ توضیعات اس کے تحت ریاست آسام کی طرف سے فشری کے تصفیے کے لیے بنائے گئے قواعد بندوبست مناسب ہو گا:

"دفعہ 16۔ فشری کا حق۔-

ڈپٹی کمشنر، صوبائی حکومت کی پیشگی منظوری کے ساتھ، مقررہ طریقے سے شائع ہونے والے اعلامیے کے ذریعے، پانی کے کسی بھی جمع ہونے والے، بہتے ہوئے یا ٹھرے ہوئے، کو فشری قرار دے سکتا ہے؛ اور اس طرح اعلان کردہ کسی بھی فشری میں کوئی بھی حق عوام یا کسی شخص کے ذریعہ اس ضابطے کے آغاز سے پہلے یا بعد میں حاصل نہیں کیا گیا سمجھا جائے گا، سوائے اس کے کہ دفعہ 155 کے تحت بنائے گئے قواعد میں فراہم کردہ؛

بشرطیکہ اس دفعہ کی کوئی بھی چیز برطانوی حکومت کی طرف سے یا اس کی طرف سے مچھلی کے حق کی کسی واضح گرانٹ، یا اس ضابطے کے آغاز سے پہلے کسی مالک کے ذریعہ حاصل کردہ فشری کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

حقوق، یا کسی مالک کے ذریعہ اس جاگیر میں اس ضابطے کے آغاز کے بعد کسی فشری میں اس طرح کے حقوق کے حصول کو متاثر نہیں کرے گی۔

"دفعہ 155۔ قواعد بنانے کا اضافی اختیار۔

صوبائی حکومت، ان دیگر معاملات کے علاوہ جن کے لیے اسے اس ضابطے کے ذریعے درج ذیل معاملات سے متعلق اس ضابطے کے مطابق قواعد بنانے کا اختیار حاصل ہے:

....

(f) لائسنس دینا، یا حق .... کی کھیتی کرنا دفعہ 16 کے تحت فشری میں مچھلی پکڑنے کا اعلان..................."

"فشری قواعد کا قاعدہ 12: ریاستی حکومت کے علاوہ کسی بھی فشری کا تصفیہ فروخت کے علاوہ نہیں کیا جائے گا۔ ریاستی حکومت کی طرف سے منظور کردہ بندوبست حکم حتمی ہو گا:

بشرطیکہ ریاستی حکومت جب بھی ضروری سمجھے نیلامی کے نظام کے ذریعے فروخت کی جگہ فشری کے بندوبست کے ٹینڈر سسٹم کو متعارف کرا سکتی ہے۔

یہ قاعدہ آسام لینڈ ریونیو دستی کے باب X میں آتا ہے، جلد 1 (چھٹا ایڈیشن) جس کا عنوان "فشری کے بندوبست کے قواعد" ہے۔ یہ باب چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

دفعہ I- فشری کی عمومی اور آبادکاری۔

دفعہ II- متفرق۔

دفعہ III- پناہ گاہیں، اور

دفعہ IV- ٹینڈر سسٹم کے ذریعہ فشری کے تصفیے کے قواعد

فشری کے بندوبست کے لیے دفعہ 1 کے قاعدہ 3 میں تجویز کردہ عام طریقہ کار نیلامی کی فروخت کے ذریعے ہے جو موجودہ سال کے آخری دن ختم ہونے والے پٹوں کے تحت رکھی گئی تمام اندراج شدہ فشری کے حوالے سے ہے یا جو آخری پچھلی نیلامی میں قاعدہ 9 کے تحت فروخت کے لیے محفوظ کی گئی تھی۔ فروخت کی جگہ، فروخت کی شرائط، پٹے پر عمل درآمد اور فروخت کی تصدیق کے لیے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

التزام کرنے کے بعد، قواعد کے تحت منظور کردہ ڈپٹی کمشنر یا سب ڈویژنل آفیسر کے تمام احکامات کے خلاف آسام عدالت عالیہ میں اپیل کے لیے قاعدہ 11 میں توضیعات بنائی جاتی ہے اور یہ فراہم کیا جاتا ہے کہ قاعدہ 12 کے تحت ریاستی حکومت کی طرف سے منظور کردہ بندوبست کے حکم کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہوگی۔ اس کے بعد اوپر بتائے گئے قاعدہ 12 کی پیروی کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ریاستی حکومت کے علاوہ کسی بھی فشری کا بندوبست فروخت کے ذریعے نہیں کیا جائے گا اور اس قاعدے کے لیے ایک فقرہ نافذ کی گئی ہے جو ریاستی حکومت کو نیلامی کے نظام کی جگہ فشری کے تصفیے کا ٹینڈر نظام متعارف کرانے کے قابل بناتی ہے جب بھی اسے ضروری سمجھا جائے۔ اس اپیل کے مقصد کے لئے سیکشن 1 اور ایس ایس 2 اور 3 کی بقیہ شقوں کو مرتب کرنا ضروری نہیں ہے لیکن سیکشن 4 کی دفعات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس میں ٹینڈر سسٹم کے ذریعہ ماہی گیری کے تصفیے کے قواعد شامل ہیں۔ قاعدہ 42 میں کہا گیا ہے کہ حکومت وقتاً فوقتاً ٹینڈر سسٹم کے ذریعے کسی بھی ماہی پٹہ یا ماہی پٹہ کا انتخاب کر سکتی ہے اور ڈپٹی کمشنر کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ انہیں کسی بھی مخصوص مدت کے لیے لیز پر دے اور ٹینڈر سسٹم کے ذریعے ماہی پٹہ کے بندوبست میں اپنایا جانے والا طریقہ کار اس میں فراہم کیا گیا ہے۔

متعلقہ قوانین کے مذکورہ بالا خلاصہ سے یہ معلوم ہوگا کہ فشری کے بندوبست عام طریقہ کار نیلامی کی فروخت کا انعقاد ہے۔ تاہم، ریاستی حکومت کو جب بھی ضروری سمجھا جائے نیلامی کے نظام کی جگہ ماہی پٹہ کے تصفیے کا ٹینڈر سسٹم متعارف کرانے کا اختیار دیا گیا ہے اور اگر حکومت ٹینڈر سسٹم کے ذریعے بندوبست کے لیے کسی ماہی پٹہ یا ماہی پٹہ کا انتخاب کرتی ہے اور ڈپٹی کمشنر کو اس اختیار کا استعمال کرتے ہوئے انہیں کسی بھی مخصوص مدت کے لیے پٹے پر دینے کی ہدایت دیتی ہے، تو دفعہ IV ٹینڈر سسٹم کے ذریعے ماہی پٹہ کے تصفیے کا طریقہ کار تجویز کرتا ہے۔

لہذا، ہمارے عزم کے لیے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ان قوانین کے ذریعے ریاستی حکومت کو فشری کو فروخت کے علاوہ بندوبست کرنے کا کوئی اختیار دیا گیا ہے، مثال کے طور پر، انفرادی تصفیے کے ذریعے نیلامی کے نظام یا ٹینڈر کے نظام کے ذریعے اس کے تصفیے کے بغیر۔

ہم یہاں ایک ایسی دلیل کو نمٹا سکتے ہیں جس پر ہمارے سامنے مدعا علیہ نمبر 1 کی جانب سے زور دیا گیا تھا اور جسے عدالت عالیہ کا حق ملا ہے کہ فشری قواعد کا قاعدہ 12 جو اس اختیار کا ذریعہ ہے،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

1886 کے آسام لینڈ ریونیو ریگولیشن I کے دفعہ 16 سے متصادم تھا۔ یہ دفعہ فشری کے حق سے متعلق ہے اور یہ فقرہ کرتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر، ریاستی حکومت کی پیشگی منظوری کے ساتھ، ایک اعلامیے کے ذریعے پانی کے کسی بھی مجموعہ کو فشری قرار دے سکتا ہے اور اس طرح سے اعلان کردہ فشری میں کوئی حق عوام کے ذریعہ یا کسی شخص کے ذریعہ حاصل نہیں کیا گیا سمجھا جائے گا جیسا کہ دفعہ 155 کے تحت بنائے گئے قواعد میں فقرہ کیا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہمارے سامنے موجود واقعات شرائط کے تحت نہیں آتے ہیں اور اس لیے ہم اس کا کوئی ذکر نہیں کریں گے۔ صرف متعلقہ تفتیش یہ ہے کہ آیا دفعہ 155 کے تحت کوئی ایسا قاعدہ درست طریقے سے نافذ کیا گیا تھا جس نے ریاستی حکومت کو مدعاعلیہ نمبر 1 یا اپیل کنندہ کے ساتھ انفرادی بندوبست کر کے فروخت کے علاوہ فشری کا بندوبست کرنے کے قابل بنایا تھا۔ دفعہ 16 کی توضیعات میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو یہ ظاہر کرے کہ وہ کون سے اصول ہیں جن پر عوام یا کسی شخص کے ذریعے فشری کے حقوق کے حصول کے لیے ایسے قواعد بنائے جانے ہیں اور نہ ہی اس میں ایسی کوئی پالیسی ہے جو اس طرح کے قواعد بنانے میں ریاستی حکومت کی رہنمائی کرے۔ ساری بات ریاستی حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے جسے دفعہ 155 کے ذریعے، دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، لائسنس دینے اور ضابطے کے مطابق دفعہ 16 کے تحت فشری میں مچھلی کے حق کی کاشتکاری سے متعلق قواعد بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ریاستی حکومت بھی اس طرح کے قوانین کی پابند ہو گی اور فشری کے حقوق کا کوئی بندوبست کرنے کی حقدار نہیں ہو گی جب تک کہ دفعہ 155 کے تحت اس سلسلے میں کوئی قاعدہ نہ بنایا جائے۔ ریاستی حکومت کے لیے یہ دعوی کرنا کھلا نہیں ہو گا کہ فشری کے ان حقوق میں اس کی مکمل ملکیت ہے اور اس لیے وہ انہیں کسی بھی طرح سے آباد کرنے کا حقدار رہے۔

اس لیے جب تک ریاستی حکومت کی کارروائی کو دفعہ 155 کے تحت بنائے گئے کسی اصول کے حوالے سے جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا، تب تک یہ اپیل گزار کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ اسی کے مطابق فشری قواعد کے اصول 12 کی توضیعات پر انحصار کیا جاتا ہے اور یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس اصول کے تحت ریاستی حکومت کو فشری کے حقوق کو فروخت کے علاوہ طے کرنے کا مخصوص اختیار دیا گیا ہے۔ اس طرح ریاستی حکومت نیلامی کے نظام یا ٹینڈر کے نظام پر عمل کیے بغیر انفرادی بستیوں کے ذریعے بھی فشری کے حقوق کو طے کرنے کے اختیار کے ساتھ سرمایہ کاری کرتی ہے۔ اگرچہ یہ اختیار ریاستی حکومت کے پاس اس سلسلے میں کی گئی واضح شق کے ذریعے نہیں ہے، لیکن قاعدہ 12 کا سیاق و سباق حکمرانی کرنے والے اتھارٹی کے ارادے کی کافی حد تک نشاندہی کرتا ہے۔ دفعہ I کے قواعد 1

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سے 11 میں نیلامی کی فروخت کے ذریعے طریقہ کار بندوبست کرنے کے بعد، ریاستی حکومت کے معاملے کے علاوہ قاعدہ 12 میں فروخت کے علاوہ فشری کے حقوق کے تصفیے کے خلاف ممانعت نافذ کی گئی ہے۔ فشری کو فروخت کے علاوہ کسی اور طریقے سے طے نہیں کیا جانا چاہیے اور یہ ممانعت عام طور پر ریاستی حکومت کے حق میں اس لحاظ سے چھوٹ ہے کہ ریاستی حکومت ماہی قیود کے حقوق کو فروخت کے علاوہ کسی اور طریقے سے طے کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اس اختیار پر کوئی حد نہیں رکھی گئی ہے جو اس طرح ریاستی حکومت کے پاس ہے اور اگر ریاستی حکومت کو فروخت کے علاوہ فشری کے حقوق کو طے کرنے کا اختیار حاصل ہے تو وہ ٹینڈر سسٹم کو اپنا کر ایسا کر سکتی ہے اگر وہ ایسا کرنا مطلوب سمجھتی ہے یا یہاں تک کہ انفرادی تصفیے میں داخل ہو کر بھی اگر کیس کے حالات اس کی ضرورت ہے۔ نیلامی کے نظام کی جگہ ٹینڈر کے نظام کو اپنانے کے علاوہ، ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جہاں یا تو فشری کے پٹے کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کی منسوخی یا ترک ہونے کی وجہ سے اور اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے، اس طرح کے پٹہ کے غیر ختم ہونے والے حصے کے لیے فشری پٹے کے حقوق کو عوامی نیلامی کے ذریعے یا ٹینڈرز کو مدعو کرکے فروخت کرنا ممکن یا مطلوب نہیں ہو سکتا ہے اور ریاستی حکومت ان حالات میں فشری پٹے کے حقوق کا انفرادی بندوبست کرنا مطلوب سمجھ سکتی ہے تاکہ ریاست کے لیے زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل ہو۔ اس سلسلے میں ریاستی حکومت کی صوابدید پر کوئی رکاوٹ نہیں لگائی جا سکتی اور ریاستی حکومت صورتحال کی بہترین جج ہوگی اور اس حیثیت میں ہوگی کہ فشری کے حقوق کے بندوبست کے معاملے میں فروخت کے علاوہ کون سا طریقہ کار اپنایا جائے۔ دفعہ IV کی توضیعات میں کچھ بھی نہیں ہے جس میں ٹینڈر سسٹم کے ذریعے فشری کے بندوبست کے قوانین ہیں جو مذکورہ حیثیت کے خلاف ہیں۔

لہذا، ہماری رائے ہے کہ قاعدہ 12 خاص طور پر ریاستی حکومت کو فشری کے حقوق کو فروخت کے علاوہ حل کرنے کا اختیار دیتا ہے اور آسام لینڈ اینڈ ریونیو ریگولیشن، 1886 کی دفعہ 16 کی توضیعات اور فشری قواعد کے قاعدے 12 کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ اس اپیل کا فیصلہ قاعدہ 12 کی تعمیر کا رخ موڑ دیتا ہے اور ہم یہ سمجھنے میں قاصر رہتے ہیں کہ قاعدہ 12 کے حدِ اختیار کے اندر یا حدِ اختیار کے باہر کے کردار کا سوال کیسے پیدا ہوتا ہے۔ مدعا علیہ نمبر 1 کی جانب سے ہمارے سامنے پیش کی گئی پوری دلیل ایک غلط فہمی پر مبنی ہے اور اسے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ ریاست آسام بنام کیشب پرساد سنگھ ([1]) میں اس عدالت کا فیصلہ، جس پر آسام عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے بظاہر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

نور الدین احمد بنام ریاست آسام (2) میں اپنے فیصلے کی بنیاد رکھی تھی، موجودہ تنازعہ کو چھو نہیں پایا اور اس کے نتیجے میں یہ واضح طور پر غلط تھا اور اس کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔

اس لیے نتیجہ یہ ہے کہ اس اپیل کی اجازت دی جائے گی اور مدعا علیہ نمبر 3 کے ذریعے فشری کے حقوق کا تصفیہ اپیل کنندہ کے ساتھ درست اور فعال بندوبست دیا جائے گا۔ منطقی طور پر کافی مدعا علیہ نمبر 1 بھی اسی طرح کی راحت کا حقدار ہو تا لیکن اس سوال کے تعین میں حقیقت کے مختلف سوالات شامل ہیں کہ آیا اس کے حق میں فشری پٹہ مدعا علیہ نمبر 2 کے ذریعہ جائز طور پر منسوخ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مدعا علیہ نمبر 1 نے اس دلیل کو اختیار کرتے ہوئے اس طرح کے فوائد سے انکار کیا ہے کہ ماہی گیری کے حقوق میں سے 12 قانون سے بالاتر تھا۔ اس لیے ہم یہ نہیں سمجھتے کہ مدعا علیہ نمبر 1 اس فیصلے کی بنیاد پر کسی راحت کا حقدار ہے۔ جواب دہندہ نمبر 3، اس مسئلے کے فیصلے میں انتہائی دلچسپی رکھنے والا واحد شخص، اس کے پچھلے دروازے سے داخل ہونے کے باوجود، اس فیصلے کے فائدے کا حقدار ہو گا، ایک غیر مطلوب راحت جو اسے تنازعہ کے مرکزی نکتے پر ہمارے فیصلے کے نتیجے میں ملے گی۔ کیس کے عجیب و غریب حالات میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ اخراجات کا مناسب حکم یہ ہونا چاہیے کہ ہر فریق اس اپیل کے اپنے اپنے اخراجات برداشت کرے اور ادا کرے اور ہم اسی کے مطابق حکم دیتے ہیں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document